# 2 نعت

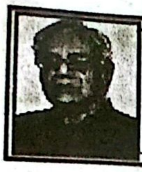

(افتخار عارف)
(پیدائش: ۱۹۴۴ء)

## شاعر کا تعارف

افتخار حسین نام اور تخلص عارفؔ ہے۔ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے لکھنؤ یونی ورسٹی سے بی۔اے اور ایم۔اے کی تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں صحافت اور ابلاغِ عامہ کے حوالے سے ایک تربیتی کورس بھی کیا۔

افتخار عارفؔ ۱۹۶۵ء میں مستقل طور پر پاکستان آ گئے۔ انھوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ریڈیو پاکستان سے بطور نیوز کاسٹر کیا۔ بعد میں وہ پاکستان ٹیلی وژن سے وابستہ ہو گئے۔ تاہم ان کی اصل پہچان ایک شاعر کی حیثیت سے برقرار رہی۔

افتخار عارفؔ نے نظم و غزل دونوں اصناف میں شاعری کی۔ ان کی شاعری کا ایک نہایت اہم اور درخشاں پہلو ان کی نعتیہ شاعری ہے۔ انھوں نے نعت، سلام اور منقبت کے میدان میں نہایت باوقار اور فکری انداز اختیار کیا۔ ان کا مجموعہ ''شہرِ علم کے دروازے پر'' نعتیہ کلام پر مشتمل ہے، جس میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے عقیدت اور محبت کا اظہار نہایت ادب، احترام اور فکری لطافت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ نعتیہ شاعری میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ قدس سے محبت کے ساتھ ساتھ اہلِ بیت اطہار سے عقیدت بھی نمایاں ہے۔

افتخار عارف نے ادبی اور انتظامی میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ وہ ڈائریکٹر جنرل اکادمی ادبیات پاکستان، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اور بعدازاں چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان کے عہدوں پر فائز رہے۔ ان اداروں میں رہتے ہوئے انھوں نے اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

اہم تصانیف: ''مہرِ دونیم''، ''حرفِ باریاب''، ''باغِ گلِ سرخ''، ''جہانِ معلوم''، ''شہرِ علم کے دروازے پر''، کتابِ دل و دنیا''، ''ان کے تمام شعری مجموعوں کی کلیات ہے۔

افتخار عارف کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں متعدد قومی اعزازات سے نوازا گیا، جن میں آدم جی ادبی ایوارڈ، نقوش ایوارڈ، صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی (پرائڈ آف پرفارمنس) ستارۂ امتیاز اور ہلالِ امتیاز شامل ہیں۔

## نظم کا خلاصہ

جو لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کی اطاعت میں سرِ تسلیم خم نہیں کرتے، درحقیقت وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مدحت کا حق ادا نہیں کرتے۔ خدا سے دعا اور اِذن کے بغیر ہم نعت میں ایک لفظ بھی نہیں لکھتے۔ قرآن نے جنھیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم قرار دیا ان کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کرتے۔ وہ ایسے کریم و جواد ہیں کہ نعمتوں میں کمی نہیں کرتے۔ جو شخص ان کی راہ سے بھٹک گیا وہ دنیا میں معزز نہ ہوا۔ جن کو دُرود کی توفیق ملتی ہے وہ کبھی غم زدہ نہیں ہوتے۔ جن کے سامنے سفرِ طائف اور فتحِ مکہ کے واقعات ہوں وہ کبھی ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں لیتے۔

## مرکزی خیال

رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت ہی ان سے عقیدت اور ان کی مدحت کا ثبوت ہے۔ خدا سے دعا کے بغیر نعت نہیں کہنی چاہیے۔ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کریم و جواد ہیں۔ ان کے راستے سے ہٹنے والا دنیا میں عزت نہیں پا سکتا۔ جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت سے واقف ہو وہ ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔

# اشعار کی تشریح

**شعر نمبر 1**

وہ پاسِ مدحتِ خیرالامؐ نہیں کرتے    دلوں کے ساتھ جبینیں جو خم نہیں کرتے

**حل لغت**

جبینیں (پیشانیاں)، خم (جھکی ہوئی) پاس (لحاظ) مدحت (تعریف وتوصیف) خیرالامم (بہترین امت والا، رسول مقبول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا لقب)

**مفہوم**

جو لوگ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ان کی اطاعت نہیں کرتے وہ دراصل آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدحت کا حق ادا نہیں کرتے۔

**تشریح**

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ان کے نعتیہ کلام میں رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بے حد محبت وعقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں جو لوگ سچے دل کے ساتھ اور محبت و عاجزی سے بارگاہِ رسالت مآب میں اپنا سر خم نہیں کرتے، وہ درحقیقت نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدح سرائی کا حق ادا نہیں کرتے۔ وہ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محبت والفت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ان کا دعویٰ عمل سے خالی ہوتا ہے۔محبت کرنے والا اپنے محبوب کا تابع فرمان ہوتا ہے۔لہٰذا اگر ان کی زندگی میں، ان کی سیرت و کردار میں رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری نظر نہیں آتی تو محبت کا دعویٰ باطل ہے۔رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بارگاہ میں صرف دل ہی نہیں بلکہ سر بھی جھکنا چاہیے۔

نہ جب تک کٹ کروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر    خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا    (مولانا ظفر علی خاں)

رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدحت، محض زبانی تعریف وتوصیف نہیں، بلکہ دل کی عقیدت، روح کی پاکیزگی، عاجزی اور ادب واحترام کا نام ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کی تعریف وتوصیف صرف وہی کرسکتا ہے جو دل سے جھکنے والا ہو، جو اطاعت گزار ہو، جس کی زندگی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت وکردار کی جھلک نظر آتی ہو، جس کا دل نرم ہو، جس کی نگاہ پاکیزہ ہو، جس کا عمل ریاکاری اور بناوٹ سے پاک ہو، جو حق کی معرفت رکھتا ہو، جو عجز وانکسار کا پیکر ہو۔ محض زبانی تعریف لفاظی کے سوا کچھ نہیں، اس میں اخلاص، روحانیت اور تاثیر نہیں آسکتی۔ بقول شاعر:

نعت کہنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے عدیم    اسوۂ سیدِ عالمؐ سے شناسائی ہو    (عباس عدیم قریشی)

خلاصہ یہ کہ اس شعر میں ایک گہرا روحانی پیغام ہے کہ بارگاہِ نبوت میں الفاظ کی چمک دمک سے زیادہ قلبی کیفیت اور باطنی لگاؤ اہمیت رکھتا ہے۔ سچی مدح وہی ہے جو جھکے ہوئے دل اور سرِ تسلیم خم کرنے والی پیشانی کے ساتھ کی جائے۔ اگر کوئی شخص اپنی انا اور تکبر کو اپنے اندر برقرار رکھے ہوئے ہے تو وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شانِ اقدس کو سمجھنے سے قاصر ہے اور اس کی جانب سے کی گئی مدح سرائی پاسِ مدحت کے بنیادی اخلاقی اصولوں کے منافی ہے۔ شاعر کے نزدیک مدحِ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تعلق صرف زبان کی جنبش سے نہیں، بلکہ یہ ایک پاکیزہ باطنی کیفیت کا نام ہے۔ جس کے دل میں حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عظمت کا نور نہیں، وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صفتوں کا حق ادا کرنے کا اہل نہیں ہوسکتا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تعریف کرنے کے لیے پہلے اپنے دل کو محبت سے معمور کرنا، اپنی سوچ کو پاکیزہ بنانا اور اپنی انا کو مٹا کر عاجزی اختیار کرنا لازم ہے۔

پھول نعتوں کے سدا دل میں کھلائے رکھنا اپنی ہر سانس کو خوش بو میں بسائے رکھنا
ان کے ارشاد دل و جاں سے مقدم رکھنا ان کی سیرت پہ سدا سر کو جھکائے رکھنا (سعادت حسن آسؔ)

یہی وہ معیار ہے جو ایک سچے عاشقِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو ایک عام شاعر یا دنیاوی مداح سے الگ کرتا ہے۔ شاعر نے اس شعر میں یہ پیغام بھی دیا ہے کہ جب تک دل و دماغ میں عجز و انکسار کی کیفیت نہ ہو، تب تک کی گئی مدح صرف الفاظ کا ایک بے روح کھیل ہے، جب کہ اصل مقصد قلبی وابستگی اور والہانہ عقیدت کا اظہار ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مدح بارگاہِ نبوی میں شرفِ قبولیت حاصل کرے تو ہمیں سب سے پہلے اپنے دلوں کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت سے روشن کرنا ہوگا اور اپنی پیشانیوں کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عظمت کے سامنے جھکانا ہوگا۔ اس شعر میں دراصل اخلاص کی دعوت ہے کہ جہاں اخلاص نہیں، وہاں مدح کا کوئی وزن نہیں۔

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لیے ''خیر الامم'' کا لقب نہایت خوب صورت ہے۔ شعر روانی اور سلاست سے بھرپور ہے۔

**شعر نمبر 2** دُعا بغیر، اِجازت بغیر، اِذن بغیر ہم ایک لفظ سپردِ قلم نہیں کرتے

**حلِ لغت** اذن (اجازت) سپردِ قلم کرنا (قلم کے حوالے کرنا، مراد لکھنا)

**مفہوم** ہم خدا کے حضور دعا اور رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بارگاہ سے اجازت کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں لکھتے۔

**تشریح**

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے بے حد محبت و عقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر نعت گوئی کے لیے ادب اور عقیدت کو بیان کرتے ہیں۔ شاعر اپنی دلی کیفیات، دینی احساس، روحانی نسبت کو بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری تو یہ حالت ہے کہ نعت کہتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ کہیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔ چناں چہ نعت کہنے سے پہلے ہم خدا کے حضور خوب دعا و مناجات کرتے ہیں۔ پھر جب خدا کی مہربانی ہوتی ہے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بارگاہ سے اِذن ملتا ہے تو ہم نعت کہنے لیے ہمت باندھتے ہیں۔ بغیر دعا و مناجات اور بغیر اجازت کے ہم ایک لفظ بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شان میں سپردِ قلم نہیں کرتے۔

رنگ و بو مجھ سے کرنے لگے گفت گو اِک اجالا سا رہنے لگا چار سو
آسؔ جب سے کیا ذہن کو باوضو میں نے سرکار کی شاعری کے لیے (سعادت حسن آسؔ)

نعت نگاری کو علمائے نعت نے دو دھاری تلوار سے تشبیہ دی ہے۔ اس میدان میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی اعمال کی غارت گری کا سبب بن سکتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نعت تو عطا ہوتی ہے۔ جب تک خدا کی بارگاہ سے الفاظ عطا نہ ہوں نعت نہیں ہوتی۔ چناں چہ نعت سے پہلے خدا سے خوب دعا کی جاتی ہے۔

دوسرے مصرع ''ہم ایک لفظ سپردِ قلم نہیں کرتے'' سے مراد یہ ہے کہ ہم نعت کا ایک لفظ بھی لکھنے سے پہلے خوب سوچتے ہیں۔ نعت کی تخلیق کی ابتدا، دعا و مناجات اور روحانی اجازت اور اِذن کے بغیر نہیں کرتے۔ یہ اِذن خدا کی جانب سے باطنی اشارہ اور قلبی اطمینان ہوتا ہے۔

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا مقام اتنا بلند ہے کہ خود اللہ تعالیٰ آپ کی مدح سرائی فرماتے ہیں۔

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۃ القلم:4)

ترجمہ: ''اور بے شک آپؐ بلند اخلاق کے معیار پر ہیں۔''

قرآن گویا آپ خاتم النبیین ﷺ کی نعت خوانی ہی ہے۔ جس ہستی کی خود خالقِ کائنات مداح سرائی فرمائے تو کوئی عام انسان آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان میں بغیر دعا اور بغیر اذن و اجازت کے کیسے لب کھول سکتا ہے۔ جب تک دل خشیت اور ادب و احترام سے لبریز نہ ہو جائے تب تک حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں لب نہیں کھولنے چاہییں۔

؎ چاندنی، شفق، شبنم، کہکشاں، صبا، خوش بو آسؔ کیا لکھے تجھ کو سب سے ماورا ہے تو (سعادت حسن آسؔ)

اجازت اور اِذن کے الفاظ یہاں ایک ایسے بیدار ضمیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو خود کو اپنے لکھے ہوئے ہر حرف کے لیے جوابدہ سمجھتا ہے۔ ایک صاحبِ فکر ادیب کے لیے لکھنا کوئی معمولی کام نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک بھاری امانت ہوتی ہے جس کا بوجھ وہ ہر لحہ محسوس کرتا ہے۔ اجازت سے مراد شاعر کا اپنا وہ سخت باطنی معیار ہے جسے وہ خود اپنے کلام کے لیے مقرر کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ان کا ذہن اور ان کا دل کسی خیال یا لفظ کو پوری طرح تسلیم نہیں کر لیتے، تب تک وہ اسے تحریر نہیں کرتے۔ یہ ان کی تخلیقی دیانت داری کا منھ بولتا ثبوت ہے کہ وہ ہر غیر اہم، سطحی یا غیر اخلاقی بات کو اپنی تحریر کا حصہ نہیں بناتے، بلکہ اپنے اندر ایک باطنی اجازت کا انتظار کرتے ہیں کہ کیا یہ بات کہنے کے قابل ہے یا نہیں۔

؎ لوں نام نبیؐ قلب ٹھہر جائے ادب سے صد شکر یہ اعزاز ملا ہے مجھے رب سے (سعادت حسن آسؔ)

''اِذن'' کا مطلب بھی اجازت ہی ہے، لیکن اس کا مفہوم روحانی تناظر میں کہیں زیادہ گہرا اور وسیع ہے۔ اس سے مراد وہ باطنی بصیرت، سکونِ قلب اور وہ لحہ ہے جس میں شاعر کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اب وہ بات کہنے یا وہ جذبہ بیان کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ ایک سچا تخلیق کار جب کسی گہرے مشاہدے، درد یا احساس کو بیان کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار اور پختہ ہوتا ہے، تبھی اسے قلم اٹھانے کا اصل اِذن ملتا ہے۔ یہ اِذن حاصل کرنا دراصل اپنے تخلیقی جوہر کو مسلسل نکھارنے، اپنی ذات کو اخلاقی بلندیوں پر لے جانے اور اپنے قلم کو سچائی کا ترجمان بنانے کا دوسرا نام ہے۔

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ شعر میں لفظ ''بغیر'' کی تکرار ہے جو صنعتِ تکرار ہے۔ دعا، اجازت، اور اِذن کے الفاظ برمحل استعمال ہوئے ہیں جن سے شعر کا صوتی حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

**شعر نمبر 3** کتابِ حق نے جنھیں مصطفیٰؐ قرار دیا جزو اُنؐ کے اور کوئی ذکر ہم نہیں کرتے

**حلِ لغت** کتابِ حق (سچی کتاب، مراد قرآن مجید)، مصطفیٰ (چُنا ہوا، منتخب)، جز (سوائے)

**مفہوم** رسولِ خدا خاتم النبیین ﷺ وہ ہستی ہیں جنھیں قرآن نے مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کہا، ان کے سوا ہم کسی اور کا ذکر نہیں کرتے۔

**تشریح**

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں رسول خاتم النبیین ﷺ سے بے حد محبت و عقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس شعر میں شاعر نے محبتِ رسول خاتم النبیین ﷺ کے ایک نہایت گہرے اور قلبی احساس کو بہت ہی سادہ اور پُر اثر پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ ان کا بنیادی مقصد یہ بتانا ہے کہ ایک سچے عاشقِ رسول کی زندگی کا محور، اس کے کلام کا مرکز اور اس کے دل کی دھڑکنیں صرف اور صرف ذاتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے گرد گھومتی ہیں۔ تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ قرآن مجید جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور سچائی پر مبنی کتاب ہے، اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو مصطفیٰ یعنی

منتخب شدہ، چناہُوا، برگزیدہ اور پسندیدہ قرار دیا ہے، ہماری پوری زندگی اور ہمارے فکر و عمل کا مقصد بس اسی ایک نام کے ذکر کو قائم رکھنا ہے۔

ے نبی دوسرے پیشوا بن کے آئے ‏ محمد ﷺ مگر مصطفیٰ بن کے آئے

اللہ تعالیٰ نے جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے بہترین اور چنا ہوا قرار دے دیا ہے تو اب ایک مومن کے لیے کسی اور کی طرف متوجہ ہونے کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے؟ شاعر یہاں یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ جب معیارِ حق خود اللہ کی کتاب نے طے کر دیا ہے کہ سب سے اعلیٰ اور برتر شخصیت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہے تو اب ہمیں اس دنیا میں کسی اور کی تعریف کرنے، کسی اور کی طرف دیکھنے یا کسی اور کے تذکروں میں خود کو اُلجھانے کی حاجت نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا احساس ہے جس میں انسان کا دل دنیا کی تمام تر دلچسپیوں سے ہٹ کر صرف اپنے محبوبِ حقیقی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یاد میں مگن ہو جاتا ہے۔

ے تجھے دل میں جس نے بسالیا تجھے جس نے اپنا بنالیا ‏ یہ جہان اس کی نگاہ میں فقط سراب ہے، دھول ہے (سعادت حسن آس)

جب انسان کے دل میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سچی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اسے دیگر تمام باتیں اور دنیاوی ذکر و فکر بے معنی اور غیر اہم لگنے لگتے ہیں۔ شاعر اسی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری محفلیں، ہماری گفت گو، ہمارے جذبات اور ہمارے لکھنے پڑھنے کا سارا سامان صرف آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہی کے ذکر سے زندہ رہتا ہے۔ اس شعر میں ایک طرح کی قلبی پاکیزگی اور یکسوئی کا درس ملتا ہے۔ جب ہم اپنے ہر عمل، اپنے ہر لفظ اور اپنے ہر نظریے کو مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں پرکھنا شروع کر دیتے ہیں تو ہماری زندگی کا ہر لمحہ ایک عبادت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ کسی اور کا ذکر نہ کرنے سے مراد یہاں یہ ہرگز نہیں کہ ہم دنیاوی امور سے مکمل لاتعلق ہو جائیں یا اپنے فرائض سے منھ موڑ لیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اصل مرکزِ نگاہ، ہماری آئیڈیل شخصیت اور ہماری زندگی کا ہر شعبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہی کے اسوۂ حسنہ کے تابع ہو جائے۔

ے دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ ‏ میں سب کو مانتا ہوں، مگر مصطفیٰ کے بعد (قتیل شفائی)

شاعر نے بہت ہی سادہ اور عام فہم انداز میں یہ حقیقت واضح کی ہے کہ جس ہستی کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہو، اس سے بہتر اور اس سے محترم ہستی اس کائنات میں کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ایک باذوق انسان اور ایک باشعور شخصیت وہی ہے جس کی زبان پر، جس کے قلم میں اور جس کے دل کی گہرائیوں میں صرف آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہی یاد بسی ہو۔ اس شعر میں دراصل اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کے تمام تر قیمتی لمحات کو حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ذکر کے لیے مختص کر دیا ہے، کیوں کہ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

ے عقبیٰ کی منزلوں میں بھی ہوگا وہ دستگیر ‏ آسان جس کے فیض سے کارِ جہاں ہُوا

یہ شعر محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایک ایسی معراج ہے جہاں پہنچ کر انسان کو سوائے ذاتِ مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کوئی اور ہستی اتنی عظیم دکھائی نہیں دیتی کہ وہ اپنا وقت یا کلام اس کے ذکر میں صرف کرے۔ جب انسان خود کو اس مقام پر لے آتا ہے تو اسے دنیا کی تمام تر رونقیں اور شہرتیں پھیکی لگنے لگتی ہیں۔ اس کا ذوقِ کلام، اس کی سوچ اور اس کا ہر عمل صرف اس ذات کے گرد گھومتا ہے جسے خود اللہ نے پوری کائنات میں سب سے زیادہ پسند فرمایا ہے۔ غرض یہ کہ یہ شعر ایک ایسے عہد کا نام ہے جس میں شاعر نے اپنی پوری بساط، اپنی سوچ اور اپنے کلام کو حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت کے نام کر دیا ہے اور یہی ایک سچے عاشق کا حقیقی مقام اور اس کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ شاعر نے یہ پیغام دیا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں کسی ایک ایسے مرکزِ نگاہ کو چن لینا چاہیے جو ہر اعتبار سے کامل ہو اور محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات ہی وہ واحد ہستی ہے جو ہر اعتبار سے مکمل اور لائقِ اتباع ہے۔

آپؐ کا قول و عمل تفسیر ہے قرآن کی — اتباعِ مصطفیٰؐ معراج ہے انسان کی

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔قرآن کے لیے ''کتابِ حق'' نہایت عمدہ کنایہ ہے۔اسی طرح ''مصطفیٰ'' رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا صفاتی نام ہے جو برمحل استعمال ہوا ہے۔

**شعر نمبر 4** کریم ایسے کہ انعام کرتے جاتے ہیں — جواد ایسے کہ نعمت کو کم نہیں کرتے

**حل لغت** کریم (مہربان)، جواد (سخی)، انعام کرنا (عطا کرنا، بخشش کے طور پر دینا)، کم کرنا (گھٹانا، تخفیف کرنا)

**مفہوم** رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ایسے مہربان ہیں کہ انعام واکرام سے نوازتے رہتے ہیں اور ایسے سخی ہیں کہ نعمت کم نہیں کرتے۔

**تشریح**

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ان کے نعتیہ کلام میں رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے بے حد محبت وعقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی صفت ''کریم'' اور ''جواد'' کو بیان کیا ہے۔کریم کے معنی انتہائی مہربان اور جواد کے معنی سخی اور فیاض ہیں۔رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شانِ کریمی اور سخاوت وفیاضی بے مثال ہے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس قدر مہربان ہیں کہ لوگوں پر مسلسل عنایت فرماتے جاتے ہیں۔

شعر کے پہلے مصرعے میں شاعر کہتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عطا کا انداز یہ ہے کہ وہ ہر سائل اور حاجت مند پر نوازشات کی بارش کر دیتے ہیں۔''انعام کرتے جاتے ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے درِ اقدس سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سامنے جو بھی اپنی ضرورت لے کر آتا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس کی حاجت روائی فرماتے اور اس پر احسان کی انتہا کر دیتے تھے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اندازِ عطا ایسا نہیں تھا کہ جس میں کسی کی مجبوری کی جانچ پڑتال کی جائے یا احسان جتلا کر دیا جائے، بلکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت کا یہ خاصہ تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم دینے میں ہمیشہ پہل فرماتے تھے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی یہ سخاوت محض مالی امداد تک محدود نہیں تھی، بلکہ یہ شفقت، محبت، رہنمائی اور انسانیت کی بھلائی کے ہر پہلو پر محیط تھی۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی پوری زندگی دوسروں کے غم بانٹنے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے میں صرف کر دی اور یہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا سب سے بڑا انعام تھا جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی امت کو عطا کیا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ظرف اتنا وسیع تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر کے ان پر احسانات کی بارش کر دیتے تھے۔

دشمنوں کو بھی دعاؤں سے نوازا تو نے — دوستوں تک ہی نہ محدود رہا تیرا کرم

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو رؤف ورحیم کہا ہے اور ایک جگہ رحمت للعالمین یعنی جہانوں کے لیے رحمت کہا ہے۔جن لوگوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو تمام عمر ستایا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی راہوں میں کانٹے بچھائے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر پتھر برسائے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قتل کی سازشیں کیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان لوگوں پر بھی مہربانی فرمائی اور فتح مکہ کے موقع پر ان سب کو معاف فرما دیا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے انھیں نہ صرف معاف کیا بلکہ اپنے اصحاب میں بھی شامل کر لیا۔بقول مولانا حالی:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا (مولانا حالی)

دوسرے مصرعے میں شاعر نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ایک اور بڑی خوبی بیان کی ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سخاوت سے نعمت کبھی کم نہیں ہوتی۔ عام دنیاوی قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان کسی کو کچھ دیتا ہے یا اپنے پاس سے خرچ کرتا ہے تو اس کے پاس موجود ذخیرہ کم ہو جاتا ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر اللہ کا خصوصی کرم تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم جس قدر لوگوں میں خیر تقسیم فرماتے، اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لیے رزق، رحمت اور برکت کے دروازے مزید کھول دیتا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا دل کشادہ اور ظرف بہت بلند تھا۔ شاعر مزید کہتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عطا کا چشمہ ایک ایسا فیضان ہے جو ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے اور وقت کے ساتھ اس میں کمی آنے کی بجائے مزید وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عطا کرنا دراصل اللہ کی نعمتوں کو اپنے ذریعے سے لوگوں تک پہنچانا تھا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ جو اس کے راستے میں خرچ کرتا ہے، اسے کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔

دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے ؎ جس کی نہیں نظیر، وہ تنہا تمھی تو ہو (مولانا ظفر علی خاں)

اس شعر میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اس بے لوث محبت کی عکاسی کی گئی ہے جس نے پورے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جس طرح لوگوں کے دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور کیا، وہ بھی عطا کی ایک ایسی قسم ہے جس کا کوئی متبادل نہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تعلیمات، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اخلاق اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نرم گفتاری وہ نعمتیں ہیں جو ہمیشہ کے لیے جاری ہیں۔ شاعر کے نزدیک آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات ایک ایسے عظیم سمندر کی مانند ہے جس سے ہر پیاسا اپنی پیاس بجھاتا ہے مگر اس سمندر کے پانی میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آتی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فیض اتنا عام ہے کہ اس سے دوست اور دشمن سب یکساں مستفید ہوتے رہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شخصیت میں ایک ایسا مقناطیسی اثر تھا کہ جو بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قریب آتا، وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سخاوت اور اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پاتا۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

"آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کبھی کسی سوالی کو "نہیں"، نہیں فرمایا۔"

اور بقول شاعر:

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا ؎ "نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا (احمد رضا خان بریلویؒ)

اسی طرح عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم انسانوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہِ رمضان میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی کہ برسنے والی بدلیوں کو اُٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سخی ہو جاتے تھے۔

مختصر یہ کہ شاعر نے اس شعر کے ذریعے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بے پناہ سخاوت، انسانیت کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دردمند دل اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عطا کی لامحدودیت کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ہر عمل، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ہر مسکراہٹ اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ہر لطف، انسانیت کے لیے ایک ایسی نعمت تھا جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عطا کا یہی وہ معجزانہ پہلو ہے جس نے تاریخِ انسانی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو ایک ایسی مثال بنا دیا ہے جس کی کوئی دوسری نظیر نہیں ملتی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا وجودِ مبارک کائنات کے لیے ایک ایسی روشن قندیل ہے جس سے آج بھی تاریکیاں دور کی جا سکتی ہیں۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عطا کا یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ انعام اور نعمت کے الفاظ ایک ہی مصدر سے مشتق ہیں جو صنعتِ اشتقاق ہے۔

**شعر نمبر 5** جو اُن کے جادۂ رحمت سے منحرف ہو جائیں • زمانے اُن کو کبھی محترم نہیں کرتے

**حل لغت** جادۂ رحمت (رحمت کا راستہ) منحرف (ہٹ جانا، الگ ہو جانا) محترم (معزز، قابلِ عزت)

**مفہوم** جو لوگ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رحمت کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں، دنیا میں انھیں کبھی عزت نہیں ملتی۔

**تشریح**

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے بے حد محبت و عقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ انسانی زندگی کی اصل کامیابی، دنیاوی وقار اور حقیقی عزت کا دارومدار صرف اور صرف نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دکھائے ہوئے راستے پر چلنے میں مضمر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ وہ واحد روشن شاہراہ ہے جس پر گامزن ہو کر انسان نہ صرف دنیا میں سرخرو ہو سکتا ہے بلکہ اپنی آخرت کو بھی ابدی کامیابیوں سے ہم کنار کر سکتا ہے۔ جو اس جادۂ رحمت سے منحرف ہو جاتا ہے یعنی جو بھی انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی بتائی ہوئی اخلاقی و روحانی تعلیمات سے اپنا دامن چھڑا لیتا ہے، وہ حقیقت میں اپنی انسانیت اور اخلاقی شناخت کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔

کافر ہے وہ بد بخت جو اس دل کو کہے دل جس دل میں نہ ہو الفتِ سلطانِ مدینہ

جادۂ رحمت سے مراد وہ نورانی، سیدھا اور پر سکون راستہ ہے جس پر چلنے کی دعوت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں دی۔ یہ راستہ محبت، خلوص، دیانت داری، سچائی، عاجزی، انسان دوستی، دوسروں کے دکھ درد کو بانٹنے اور حقوق العباد کی مکمل ادائیگی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے، یعنی آپ کا وجودِ مسعود ہی کائنات کے لیے سراپا رحمت ہے۔ اس لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے راستے سے انحراف کا مطلب درحقیقت اللہ کی رحمت اور فضل سے خود کو محروم کر لینا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی انا، تکبر، دنیاوی مفادات یا کسی غلط نظریے کی وجہ سے اس راستے کو ترک کر کے اپنی خود ساختہ ڈگر اختیار کر لیتا ہے تو وہ اپنی زندگی کے اصل مقصد اور مرکز سے دور ہو جاتا ہے۔

کامل نہیں کسی کا بھی ایماں ترے بغیر ہے رحمتِ خدا بھی گریزاں ترے بغیر

دنیا میں بہت سے لوگ اپنی طاقت، مادی دولت، خاندانی اثر و رسوخ یا عہدے کی وجہ سے عارضی طور پر بڑی شہرت حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ایسی شہرت، ایسا اثر و رسوخ یا ایسا مقام کبھی بھی پائیدار اور حقیقی نہیں ہوتا۔ زمانہ، یعنی وقت کا بہاؤ، ہر چیز کو اس کی اصل حقیقت پر پرکھتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے بھی اپنے آپ کو رحمتِ دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات سے دور کیا، وقت نے بالآخر انہیں فراموش کر دیا یا پھر وہ عبرت کی نشانی بن کر رہ گئے۔ زمانے کا حقیقی احترام حاصل کرنے کے لیے صرف نام، مقام یا عہدہ کافی نہیں ہوتا، بلکہ کردار کی بلندی اور اخلاق کی عظمت سب سے زیادہ ضروری ہے۔ سچی اور دائمی عزت اسی انسان کو نصیب ہوتی ہے جس کا کردار نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مبارک سانچے میں مکمل طور پر ڈھلا ہوا ہو۔

جو شخص آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی محبت اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پیروی سے اپنا قلبی اور عملی تعلق قائم رکھتا ہے، زمانہ خود بخود اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر ایک ایسا نور بصیرت پیدا ہو جاتا ہے جو اسے حق اور باطل اور نیکی اور بدی کے درمیان واضح فرق سکھاتا ہے۔ اس کے برعکس، جو شخص جادۂ رحمت سے منحرف ہو جاتا ہے، اس کی شخصیت رفتہ رفتہ بے نور ہو جاتی ہے۔ وہ نہ صرف خود بھٹک جاتا ہے بلکہ اپنے گرد و پیش کے لیے بھی کوئی مثبت مثال یا نمونہ نہیں چھوڑ پاتا۔ زمانے کی نظر میں محترم وہی ٹھہرتا ہے جس کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اور اخلاق و کردار آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات کا آئینہ دار ہو۔

دنیا ہی بدل دی ہے مرے ذوق نے میری میں صاحبِ کردار ہُوا تیرے سبب سے (سعادت حسن آس)

اگر کوئی شخص یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کا نام تاریخ کے اوراق میں سنہری الفاظ میں لکھا جائے، اگر وہ یہ تمنا رکھتا ہے کہ اسے دنیا میں حقیقی عزت اور وقار ملے اور آخرت میں کامیابی کا پروانہ نصیب ہو تو اس کے لیے واحد راستہ یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی کو مکمل طور پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت کے مطابق ڈھال لے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت میں ہی انسانیت کی اصل بقا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مخالفت یا دوری میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ کائنات میں اگر کوئی ایک طاقت ور، باعظمت اور کامیاب راستہ ہے تو وہ نبی پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا راستہ ہے۔ جو بھی اس راستے سے ہٹے گا، وہ عزت اور احترام کے مقام کو کبھی نہیں پا سکے گا، کیوں کہ زمانے کی عدالت میں وہی شخص معتبر اور قابلِ فخر ہے جس نے اپنی زندگی کا ہر قدم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں اٹھایا ہو۔ یوں اس شعر میں زندگی گزارنے کا ایک ایسا آفاقی اصول بیان کیا گیا ہے جو ہر دور اور ہر زمانے کے انسان کے لیے یکساں طور پر کارگر اور رہنمائی کرنے والا ہے، جو ہمیں سکھاتا ہے کہ اصل وقار صرف اور صرف نسبتِ مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں مضمر ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بجا فرمایا ہے کہ:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ "جادۂ رحمت" نہایت بلیغ تشبیہ ہے جس سے صراطِ مستقیم کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔

**شعر نمبر 6**

میسّر آتی ہے جن کو دُرود کی توفیق　　کسی بھی حال میں ہوں کوئی غم نہیں کرتے

**حلِ لغت** توفیق (عنایت) غم (دکھ، درد)

**مفہوم** جنھیں رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی توفیق ملتی ہے وہ کسی بھی حال میں غم زدہ نہیں ہوتے۔

**تشریح**

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے بے حد محبت و عقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔ شاعر نے اس خوب صورت اور ایمان افروز شعر میں عشقِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی لطافت اور دُرودِ پاک کی برکات کو بہت سادہ مگر گہرے انداز میں بیان کیا ہے۔ تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ جس خوش نصیب انسان کو اپنے محبوبِ حقیقی اور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر دُرود و سلام بھیجنے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے، اس کی زندگی کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ دُرودِ پاک محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسا روحانی عمل ہے جو انسان کا تعلق براہِ راست اس ذاتِ اقدس سے جوڑ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے محبوب ہے۔

سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے　　سلام اُس پر جو دنیا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے　　(ماہر القادری)

جب کوئی انسان خلوصِ دل سے درود شریف پڑھتا ہے تو اس کے دل میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت کا ایک چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ یہ محبت انسان کو دنیاوی فکروں، دکھوں اور پریشانیوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ جنھیں اس عظیم نعمت کی توفیق مل جائے، ان کے لیے پھر کوئی غم، کوئی مصیبت یا کوئی بھی مشکل گھڑی پریشانی کا باعث نہیں بنتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان کا دل درودِ پاک کے نور سے منور ہو جاتا ہے تو اس پر سکون و اطمینان کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جن خوش نصیبوں کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے انھیں دنیاوی رنج و الم اور مشکلات و پریشانیاں متاثر نہیں کرتیں۔ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے:

"جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں" (صحیح مسلم: 849)

انسان کی زندگی نشیب و فراز کا نام ہے۔ کبھی خوشی ہے تو کبھی غم، کبھی کامیابی ہے تو کبھی ناکامی۔ عام انسان ان حالات

میں گھبرا جاتا ہے، ہمت ہار دیتا ہے یا اداسی کی گرفت میں آجاتا ہے۔ لیکن جس شخص نے دُرود پاک کو اپنا وظیفہ بنا لیا ہو، وہ ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔ اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ جس ہستی پر وہ دُرود بھیج رہا ہے، اس ہستی کا رب اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ یہ یقین اسے اندرونی طاقت عطا کرتا ہے۔

خدا کے گھر کا رستہ مصطفیٰ کے گھر سے جاتا ہے ۔۔۔ وہاں سے جاؤ گے تو کوئی پیچ و خم نہیں ہوں گے

دُرود پاک پڑھنے والا شخص اپنی زندگی کو حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب انسان کی سوچ اور عمل کا مرکز نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات گرامی بن جائے تو اسے دنیاوی تلخیوں کا احساس بُہت کم ہوتا ہے۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور اصل کامیابی تو اس ہستی کے ساتھ تعلق میں ہے جو اللہ کا سب سے پیارا محبوب ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جس کی طرف شاعر نے اشارہ کیا ہے کہ ایسا شخص چاہے کسی بھی حال میں ہو، خوشی میں ہو یا غم میں، صحت میں ہو یا بیماری میں، وہ کبھی غم زدہ نہیں ہوتا کیوں کہ اس کے پاس غموں کا مداوا موجود ہے۔

اس کی رحمت سے لو لگا کہ امیر ۔۔۔ آڑے آئے گی وقت مشکل کے (امیر مینائی)

شاعر نے رسولِ خدا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت اور برکات بیان کی ہیں۔ درود شریف جہاں ایک عبادت ہے وہیں یہ روحانی سکون اور اطمینان کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے محبت کرنے والا ایک سچا مسلمان جب اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہے تو اسے روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اس کے دل کو راحت میسر آتی ہے اور اس کے دل سے رنج و الم کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی تلقین فرمائی ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر خوب دُرود و سلام بھیجو"
(سورہ احزاب: 56)

خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی میں دُرودِ پاک کا معمول بنائیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں، بس ایک لگن اور خلوصِ نیت کی ضرورت ہے۔ جب ہم اپنی زبان کو دُرود کے کلمات سے تر رکھیں گے تو آہستہ آہستہ ہمارے دل میں بھی وہ تبدیلی رونما ہوگی جس کا ذکر شاعر نے کیا ہے۔ ہم محسوس کریں گے کہ حالات کیسے بھی ہوں، ہمارے اندر ایک سکون موجود ہے جو ہمیں ٹوٹنے نہیں دیتا۔ یہ دُرود ہی ہے جو ہمارے دلوں کو سخت ہونے سے بچاتا ہے اور اسے نرمی، عاجزی اور محبت سے بھر دیتا ہے۔ جو اس کیفیت کو پالے، وہی حقیقت میں اس زندگی کے اصل راز کو جان جاتا ہے اور پھر اسے کسی بھی قسم کا کوئی غم لاحق نہیں رہتا کیوں کہ اس کا دل ہر لحہ اپنے محبوب کی یاد اور دُرود کی برکات میں کھویا رہتا ہے۔ یوں اس کی پوری زندگی عبادت، سکون اور اطمینان کا ایک خوب صورت تسلسل بن جاتی ہے۔ جو اس نعمت سے فیض یاب ہو جائے، اسے پھر دنیا کی کوئی بھی محرومی غمگین نہیں کر سکتی، کیوں کہ اس کا دل ہر وقت دُرود کی مٹھاس میں ڈوبا رہتا ہے۔

درود اُن پر، سلام اُن پر ۔۔۔ یہ نغمہ صبح و شام اُن پر

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ شعر سہلِ ممتنع کی عمدہ مثال ہے شاعر نے درود کی فضیلت کو انتہائی سادگی اور خوب صورتی سے شعر میں پرو دیا ہے۔

**شعر نمبر 7** نظر میں طائف و مکّہ رہیں تو اُن کے غلام ۔۔۔ جواب میں بھی ستم کے ستم نہیں کرتے

**حلِ لغت** طائف (ایک وادی کا نام)، ستم (ظلم)، نظر میں رہنا (کسی کے خیال یا دھیان میں رہنا)

**مفہوم** رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے جن غلاموں کی نظر میں فتح مکہ اور سفرِ طائف کے واقعات ہیں وہ کسی بھی ظلم کے بدلے میں ظلم نہیں کرتے۔

## تشریح

افتخار عارف دورِ حاضر کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب عام فہم اور دل نشین ہے۔ ان کی شاعری روحِ عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے بے حد محبت وعقیدت کی جھلک نظر آتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ جن لوگوں کی نگاہوں میں طائف اور مکہ کی یادیں بسی رہتی ہیں، یعنی جو لوگ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے واقعات کو اپنے دل و دماغ میں ہر وقت تازہ رکھتے ہیں، ان کا کردار بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ مکہ اور طائف کا ذکر یہاں بہت گہرائی کے ساتھ کیا گیا ہے، کیوں کہ ان مقامات پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی زندگی کے انتہائی کٹھن مراحل دیکھے اور انسانیت کو صبر و تحمل کا وہ سبق دیا جس کی نظیر پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ مکہ کے ابتدائی دور میں جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو ستایا گیا اور پھر طائف کے سفر کے دوران میں جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر پتھر برسائے گئے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو لہولہان کر دیا گیا، تب بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے بددعا کرنے کی بجائے ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ:

**"نہیں، مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔" (صحیح بخاری)**

اور بقولِ شاعر:

**طائف میں مقدس خوں ٹپکا، کے میں کبھی پتھر کھائے**
**بس ایک تڑپ تھی، کیسی تڑپ؟ انسان ہدایت پا جائے**

شاعر اسی عظیم کیفیت کو بیان کر رہے ہیں کہ جو انسان حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ان عظیم قربانیوں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے صبر و استقامت کے ان واقعات کو اپنی یادوں میں محفوظ رکھتا ہے، وہ خود بھی اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے بدلے میں جوابی کارروائی کرنے یا انتقام لینے کی فکر میں نہیں پڑتا۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ جاتا ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی برا سلوک کیا جا رہا ہے یا اس پر کوئی ستم ڈھایا جا رہا ہے تو جواب میں اسے بھی وہی طرزِ عمل اپنانے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ظلم کے بدلے میں خاموشی، درگزر اور دعاؤں کا راستہ اختیار کیا، بالکل اسی طرح آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے غلام اور سچے ماننے والے بھی اپنی زندگی میں آنے والی سختیوں اور مصیبتوں کے باوجود کسی پر ستم نہیں ڈھاتے۔

**دشمنوں کو بھی دعاؤں سے نوازا تو نے**
**دوستوں تک ہی نہ محدود رہا تیرا کرم**

ان لوگوں کا یہ پختہ یقین ہوتا ہے کہ انتقام لینا یا کسی کو نقصان پہنچانا، سیرتِ محمدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ جب انسان کا تعلق اپنے محبوب نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے گہرا ہو جاتا ہے تو اس کے اندر یہ احساسِ ذمہ داری پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے ساتھ وہی سلوک نہیں کرے گا جو اسے اپنے لیے ناپسند ہے۔ اسے یہ حقیقت سمجھ آ جاتی ہے کہ ستم کا جواب ستم سے دینے سے دنیا میں صرف نفرتیں ہی جنم لیتی ہیں اور معاشرہ مزید تلخ ہو جاتا ہے، جب کہ درگزر کرنے سے انسانیت کا بھلا ہوتا ہے اور دلوں کو سکون ملتا ہے۔ ستم کا جواب ستم سے نہ دینا دراصل ایک ایسی قوت ہے جو انسان کو پستی سے نکال کر بلندی کی طرف لے جاتی ہے۔

اس شعر میں شاعر بہت اہم پیغام دے رہے ہیں کہ ایک سچا غلام وہی ہے جس کی عملی زندگی اپنے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے کردار کی ایک واضح جھلک پیش کرے۔ اگر دنیا میں کوئی اسے ستاتا ہے یا اس پر ظلم کرتا ہے تو وہ اس کے

جواب میں خود ظالم نہیں بنتا۔ وہ اپنی شرافت اور اپنی اخلاقی اقدار کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ اس کا یہ عالی ظرف رویہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس نے اپنے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی زندگی سے صحیح سبق سیکھا ہے۔

ظلمتوں سے انسان کو آپؐ نے نکالا ہے  آپؐ ہی کے جلووں سے ہر طرف اُجالا ہے  (حضرت ذکی کیفی)

وہ صبر کرتا ہے، ضبطِ نفس سے کام لیتا ہے اور انتقام کی جلتی ہوئی آگ میں کودنے کی بجائے معاف کر دینے کو ہی ترجیح دیتا ہے۔ یہی وہ بلند اخلاقی مقام ہے جو ایک عام انسان کو اسوۂ حسنہ کے تابع لا کر تمام معاشرے میں ممتاز اور قابلِ تقلید بنا دیتا ہے۔ اگر ہم بھی اپنے آپ کو حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا غلام کہلاتے ہیں تو ہمارے کردار سے کبھی کسی پر ظلم کی پرچھائیں بھی نہیں پڑنی چاہیے۔ یہ طرزِ عمل ہی اصل میں محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا عملی اظہار ہے۔ جس کی نگاہ میں آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حیاتِ مبارکہ رہتی ہے، وہ کبھی کسی کے لیے تکلیف کا باعث نہیں بن سکتا۔ اس طرح یہ شعر ایک مکمل ضابطۂ اخلاق پیش کرتا ہے جس پر عمل کرنے سے معاشرے میں امن، سکون اور رواداری کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (سورہ حم السجدہ:34)

ترجمہ: ”برائی کو اچھائی سے دور کرو۔ پھر وہ شخص جو تمھارا دشمن ہے وہ بھی گہرا دوست بن جائے گا“

**فنی محاسن** شعر فنی محاسن سے بھرپور ہے۔ طائف اور مکہ کے الفاظ بطور تلمیح استعمال ہوئے ہیں۔ مصرع ثانی میں لفظ ”ستم“ کی تکرار ہے، جو صنعتِ تکرار ہے۔

## مشقی سوالات

**1** ”نعت“ کے متن کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(الف) ”مدحتِ خیرالامم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم“ کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: ”مدحت خیرالامم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم“ کے لیے عاجزی ضروری ہے۔ اس کے لیے عشق ہونا چاہیے۔ اس کے لیے دل ونگاہ سرکارِ دوجہاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بارگاہ میں جھکے ہونا لازم ہے۔

(ب) ”کتابِ حق“ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ”کتابِ حق“ سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس میں ہر چیز حق سچ ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

(ج) ”انعام“، ”نعمت“ اور ”کریم وجواد“ کی وضاحت کریں۔

جواب: ”انعام“ کا مطلب تحفہ، بدلہ اور بخشش ہے۔ کسی کارگزاری کا صلہ بھی انعام کہلاتا ہے۔

”نعمت“ کا مطلب مال، دولت یا آرام وآسائش ہے۔ کسی چیز کے عطا ہونے کو بھی نعمت کہتے ہیں۔

”کریم وجواد“ سے مراد بہت سخی اور بلند حوصلہ ہستی ہے۔ ایسی ذات جو سخاوت کرنے کی ہمت رکھتی ہو اور خوشی سے عطا کرے اسے کریم وجواد کہتے ہیں۔

(د) شاعر کے نزدیک زمانہ کن لوگوں کو محترم نہیں کرتا؟

جواب: شاعر کے نزدیک وہ لوگ محترم نہیں رہتے جو حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے درِ رحمت سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے در سے بھٹکنے والے زندگی میں بھی رسوا ہو جاتے ہیں اور آخرت میں بھی ذلت ان کا مقدر ہو گی۔

(ہ) واقعہ طائف مختصر الفاظ میں بیان کریں۔

**جواب:** حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جب تبلیغِ دین کا کام شروع کیا تو قریشِ مکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دشمن بن گئے۔ مکہ میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مکہ سے باہر کے علاقوں میں تبلیغ کا منصوبہ بنایا۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم طائف والوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ بہت ظلم کیا۔ انھوں نے نوعمر لڑکے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پیچھے لگا دیے۔ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر پتھر برساتے اور آوازیں کستے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر اس قدر ظلم کیا گیا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم لہولہان ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ایک مقام پر آرام فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حکم دیں تو ہم ان پہاڑوں کو آپس میں ملا کر بستی کو تباہ کر دیں۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انھیں تباہ کرنے کی بددعا کی بجائے ان کی ہدایت کے لیے دعا فرمائی۔

**۲ درست جواب کی نشان دہی کریں:**

(الف) سرکارِ دوعالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مدحت و توصیف میں کہی گئی نظم کو کہتے ہیں:
(i) حمد (ii) نعت (iii) منقبت (iv) سلام

(ب) جو ادا ایسے کہ کم نہیں کرتے:
(i) رحمت (ii) نعمت (iii) کرم (iv) عنایت

(ج) زیرِ مطالعہ نعت کا ماخذ ہے:
(i) مہرِ دونیم (ii) حرفِ باریاب (iii) باغِ گُلِ سرخ (iv) شہرِ علم کے دروازے پر

(د) سپردِ قلم نہیں ہوتا:
(i) ایک حرف (ii) ایک لفظ (iii) ایک شعر (iv) ایک جملہ

(ہ) اس نعت میں ردیف ہے:
(i) کرتے (ii) نہیں کرتے (iii) غم نہیں کرتے (iv) ستم کے ستم

**جوابات**

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| الف | نعت | ب | نعمت | ج | شہرِ علم کے دروازے پر | د | ایک لفظ | ہ | نہیں کرتے |

**۳ نعت میں برتے جانے والے قوافی کی فہرست مرتب کریں۔**

**جواب:** خم، خیرالامم، قلم، ہم، کم، محترم، غم، ستم

**۴ درج ذیل تراکیب کے معانی لکھیں:**

خیرالاممؐ ، سپردِ قلم ، کتابِ حق ، شہرِ علم ، جادۂ رحمت ، پاسِ مدحت

**جواب:**

| تراکیب | معانی |
|---|---|
| خیرالامم | تمام امتوں میں بہترین ہستی مراد حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم |
| سپردِ قلم | لکھنا ، تحریر کرنا |
| کتابِ حق | سچی کتاب یعنی قرآن مجید |
| شہرِ علم | علم کا مرکز مراد حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ |
| جادۂ رحمت | رحمت، شفقت اور عنایت کا راستہ، بخشش کی راہ |
| پاسِ مدحت | تعریف و توصیف کا ادب کرنا، لحاظ رکھنا |

parho

**۵** مناسب الفاظ کی مدد سے نعت کے مصرعے مکمل کریں:

(i) دلوں کے ساتھ جبینیں جو۔۔۔۔۔۔نہیں کرتے (ii) دعا بغیر، اجازت بغیر، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(iii) کریم ایسے کہ۔۔۔۔۔۔کرتے جاتے ہیں (iv) جو اُن کے۔۔۔۔۔۔سے منحرف ہو جائیں

(v) میسر آتی ہے جن کو۔۔۔۔۔۔کی توفیق

جواب:

| (i) | خم | (ii) | اِذن بغیر | (iii) | انعام | (iv) | جادۂ رحمت | (v) | دُرود |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|

**۶** درج ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

میسر، منحرف، سپرد، مدحت، درود، محترم

جواب: مُیَسَّر مُنْحَرِف سُپُرْدُ مِدْحَت دُرُوْد مُحْتَرَمْ

**۷** نعت کے نکات پر غور کرتے ہوئے اپنے الفاظ میں خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے خلاصۂ نظم۔

**۸** شعری محاسن کی روشنی میں درج ذیل اشعار کی تشریح کریں۔

جو ان کے جادۂ رحمت سے منحرف ہو جائیں
زمانے ان کو کبھی محترم نہیں کرتے
میسر آتی ہے جن کو درود کی توفیق
کسی بھی حال میں ہوں کوئی غم نہیں کرتے

جواب: دیکھیے حصہ تشریحات۔

**۹** درج ذیل اشعار درست لب و لہجے کے ساتھ پڑھیں اور ان کے معانی و مطالب پر گفت گو کریں۔

خوش بو ہے دو عالم میں تری اے گلِ چیدہ
کس منھ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
اے ہادیٔ برحق! تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ

جواب:

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| دو عالم | دونوں جہان | برحق | سچا |
| گلِ چیدہ | سب سے افضل، چنا ہوا پھول | دیدہ | نظر، دیکھی ہوئی چیز |
| اوصافِ حمیدہ | پاکیزہ اور قابلِ تعریف خوبیاں | لب | ہونٹ |
| جریدہ | رسالہ، مرتب شدہ کتاب | شنیدہ | سنا ہوا، سنی ہوئی بات |
| ہادی | ہدایت دینے والا | | |